السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جماعت مسلمانوں کی جومدت درازسے موافق قرآن وحدیث کے عمل کرتی تھی اور رسومات آبائی سے متنفر، بعد اس کے جو سردار اس جماعت کے تھے، انہوں نے بعض بدعت کرنا اختیار کیا اور باعث اختیار کرنے بدعت کا یہ ہے کہ اس میں دنیا حاصل ہوتی ہے تو اکثر لوگ جو اس قسم کے تھے، ہمراہ سردار اپنے کے ہوئے، اور کچھ لوگوں نے سردار مذکور سے کہا کہ تم نے یہ بدعت جواب اختیار کی ہے چھوڑ دو، ورنہ ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے، اسپر بھی بدعت کرنے سے باز نہ آئے تو وہ لوگ ناچار ہو کر اپنے مکان میں مسجد تعمیر کر کے جمعہ و جماعت ادا کرنے لگے لیکن سردار مذکور اور تابعداران ان کے کہتے ہیں کہ یہ مسجد ضرار ہے، اس میں نماز روا نہیں ہے، اس واسطے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد جو اس باعث سے بنی ہے حکم میں ضرار کے ہے یا نہیں اور مسجد ضرار ہونے کی کیا صورت ہے، دلیل شرعی سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ مسجد حکم میں ضرار کے بالکل نہیں کیونکہ آیت کریمہ میں مسجد ضرار چار وجہ سے مردود ہوئی تھی:

ایک وجہ یہ کہ ضرر دوسری مسجد کا متصور ہو، بسبب عدم رعایت حال مسجد قبا کے۔

دوسری وجہ بنا پر کفر کرنے اللہ ورسول کے ساتھ۔

تیسری وجہ تفرقہ ڈالنا درمیان جماعت مسلمانوں کے بقصد درہم برہم ہونے شوکت وہیبت مسلمانوں کے کافروں پر۔

چوتھی وجہ یہ کہ ارصاد وامداد کرنا اس بہانہ سے کفار مجاہدین کی کہ جو اللہ ورسول سے مقابلہ کرتے اور لڑتے تھے۔

اور مضامین آیت کریمہ کو حمل کرنا اوپر مسجد ہذا کے خالی ضد وتعصب سے نہیں ہوگا کیونکہ جب مردمان مجتنبین بدعت نے مخترعین بدعت سے کہا کہ تم بدعت مخترعہ کو چھوڑ دو تو ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں، پھر جب وہ مخترعین بدعت ارتکاب بدعت سے باز نہ آئے بلکہ اپنی بدعت مخترعہ پر اڑے رہے تو مجتنبین بدعت نے لاچار ہو کر بنا بر رفع شر وفساد کے مبادا آپس میں زیادہ تر مفسدہ نہ ہونے پائے کنارہ ہو کر دوسری مسجد تعمیر کی اور نیز مکروہ ہونے نماز خلف بتدع کے بپاس رضائے مولی مفارقت اختیار کی، کیونکہ اجتناب اہل بدعت سے واجب ہے جیسا کہ اہل حدیث وفقہ پر مخفی نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ن اسی خوف مفسدہ دنیوی ودینی سے قبل ہجرت کے ایک مسجد چھوٹی سی اپنے گھر کے پاس بنا کر اسی میں نماز پڑھتے اور وعظ کرتے اور مسجد الحرام کو چھوڑ کر اپنی مسجد کو اختیار کیا، حالانکہ مسجد حرام میں لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے مگر خوف فساد وجنگ وجدال کے جدی مسجد تعمیر کی، چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ میں مفصلاً مذکور ہے اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ بنا بر کسی مصلحت ودفع مضرت کے ایک مسجد کو بیچ میں دیوار اٹھا کر دو مسجد بنا لینا جائز ہے اور دو مسجد کو ایک کر لینا بھی درست ہے چنانچہ درمختار وفتاوے عالمگیری وغیرہ سے واضح ہوتا ہے، اسی قیاس پر قند مردم مجتنبین بدعت نے بھی علیحدہ مسجد بنالی اس میں کسی طرح کا حرج نہیں، بلکہ بباعث اجتناب اہل بدعت کے موجب ثواب کا ہوگا۔ کما[1] لایخفی علی الماھر بالشریعة الغواء یجوز لاھل المحلة ان یجعلوا المسجد الواحد مسجدین فلھم ان یجعلوا مسجدین واحدا۔ انتہی مافی العالمگیریة مختصرا فی باب الکراھة وھکذا فی الدر المختار فی کتاب الصلوٰة وغیرھما من کتب الشریعة واللہ اعلم بالصواب۔

((سید محمد نذیر حسین

---

[1]۔ اہل محلہ کو جہاں یہ جائز ہے کہ ایک مسجد کو دو مسجدیں بنالیں وہاں یہ بھی جائز ہے کہ دو مسجدوں کو ایک بنالیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ایسا ہی ہے۔

فتاوی نذیریہ

جلد01